AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, March 2022, PP: 131-148
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

تعلیمات نبویہ کی روشنی میں آبی ماحول کے تحفظ کی اہمیت اور احکامات

(حالات حاضرہ کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ)

The Importance of Protecting the Aquatic Environment and Commandments in the Light of Prophetic Teachings

(Analytical Study in the Context of Present Situation)

Hafiz Muhammad Hussain [1*], Muhammad Hassan [2]
[1] Head, Department of Islamic Studies, University of Lahore Sargodha Campus, Pakistan
[2] Research Scholar, University of the Punjab, Shaikh Zahid Islamic Center

ABSTRACT

Indeed, Allah Almighty has power over everything, but the world is full of reasons. Here, only strategy and effort are beneficial. Negligence and not trying in essential matters cause harm. Allah has commanded not to put yourself to death because of your deeds. Therefore, every conscious person must prevent everything and every work that harms human and animal life. Allah Almighty has declared water as the origin of everything. Therefore, water and aquatic environment, protection of water reserves, water cleanliness and proper use of water guarantee the survival of human and animal life, and all these acts are worship. This article deals with the aquatic environment. Research is presented on water pollution, its types, hazards, and Islamic teachings. The article starts with a brief description of the related terminologies and the significance of water in human life. Then, discussing water pollution, the paper refers to the pollution in rivers and ponds, pollution in seas, and their harms in detail. In explaining Islamic teachings, a detailed description is made of Prophetic and Quranic teachings regarding water pollution. Moreover, the researchers extracted ten rulings on water from Prophetic traditions. The article also gives a bird-eye view of the negligence in Pakistan on water issues. In conclusion, a summary of the research is presented along with a few suggestions. There are clear teachings of the Prophet (peace be upon him) on the cleanliness of the water, the cleanliness of the water environment, the method of its use, the principles of water distribution and its protection. If we follow them, our environment will be safe, and a healthy life will be ensured.

Keywords: *Aquatic Environment, Water Pollution, Islamic Teachings, Healthy Life.*

*Corresponding author's email: hmhussain.dr@gmail.com

CC BY

ابتدائیہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی اور حیوانی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ "پانی ہے زندگی" اور ہم اپنے حالات کے لحاظ سے جس طرح ماحولیاتی آلودگی اور فضائی آلودگی کا شکار ہیں اسی طرح آبی آلودگی سے بھی بڑی حد تک متاثر ہیں۔ یہ آبی آلودگی نہ صرف آبی حیوانات کے لیے تباہ کن ہے بلکہ اس کے اثرات انسانی زندگی کے لیے بھی خطرناک ہیں۔ دوسری طرف جس طرح ربانی ہدایات اور نبوی تعلیمات ہمیں طہارت اور نظافت کا درس دیتی ہیں بالکل اسی طرح یہ تعلیمات آبی طہارت کو بھی مستلزم ہیں۔ اس لیے کہ پانی طہارت اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور اگر آلۂ طہارت ہی پاکیزہ نہ ہو تو اس سے کوئی اور چیز کیوں کر پاک ہو گی۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم من حیث القوم شعوری طور پر آبی آلودگی کے نقصانات کو سمجھیں، اس ضمن میں زیر نظر تحقیق پیش خدمت ہے جس میں آبی ماحول کی اہمیت اور احکامات سیرت طیبہ اور قولی و عملی احادیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

پانی اور حیوانی زندگی میں پانی کی اہمیت:

تمام جانداروں کے لیے پانی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، ہر جاندار کے جسم کا اہم ترین جزو پانی ہی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

"وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ "[9]

ترجمہ: اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی ہے۔

ایک انسان کے جسم کا ساٹھ فیصد سے زائد پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ انسانی حیات کے پانی سے زیادہ اہم کیا ہو گا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں پانی کی نعمت کو کئی جگہ بطور احسان ذکر کیا ہے۔ سورۃ المؤمنون میں پانی کے ذخائر کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الأَرْضِ وَإِنَّا عَلَى ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ[10]

ترجمہ: اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی اتارا اور اسے زمین میں ٹھہرایا اور ہم اسے لے جانے پر بھی قادر ہیں" اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ جہاں ایک طرف پانی کے زیر زمین ذخائر کو نعمت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے وہیں دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی تنبیہ کی ہے کہ وہ اسے ختم کرنے پر بھی قادر ہیں۔ سورۃ الملک میں ارشاد ہے:

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْراً فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ[11]

ترجمہ: کہہ دو کہ: ذرا بتلاؤ کہ اگر کسی صبح تمہارا پانی غائب ہو جائے تو کون تمہیں چشمے سے ابلتا پانی لا کر دے گا۔

غوراً سے مراد پانی کا نیچے اتر کر غائب ہونا ہے یعنی پانی کی سطح نیچے ہو جائے اور اسے نہ لایا جاسکے، فرمایا کہ اگر پانی کی سطح نیچے

ہو جائے یا پانی خشک ہو جائے تو اللہ کے علاوہ کون پانی لا سکتا ہے؟ یقیناً کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ ہم قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو ہمیں سابقہ قوموں پر نعمتوں کے تذکرے میں بھی پانی کا ذکر ملتا ہے، جنت کی نعمتوں میں بھی پانی کا ذکر بطور خاص موجود ہے، نیک اعمال کرنے پر جہاں دیگر وعدے ہیں وہاں ایک بڑا وعدہ بر وقت بارشوں کا نزول بھی ہے اور قرآن پاک میں صرف پانی کا ذکر نہیں ہے بلکہ پانی کے ہمہ قسم کے اسباب و ذرائع چشمے، کنوئیں، نہریں، دریا اور سمندر سب کا ذکر الگ الگ موجود ہے جس سے ہمیں اس نعمت کی قدر کا اندازہ ہوتا ہے۔

گو کہ پانی کی اہمیت کسی ذی شعور انسان سے مخفی نہیں تاہم پانی کی افادیت کے بعض گوشے ایسے بھی ہیں جن کی طرف عام طور توجہ نہیں مثلاً پانی کا ذریعہ علاج ہونا یعنی صرف پانی ہی دوا ہے۔

پانی خوراک بھی علاج بھی:

یوں تو عام طور پر دوائی بھی پانی کے ہمراہ استعمال کی جاتی ہے۔ مگر کچھ بیماریوں میں پانی ہی دواء اور علاج ہوتی ہے اور بعض روایات سے اس طرز علاج کی تائید بھی ہوتی ہے۔ مذکورہ بیماریوں میں ایک بیماری بخار بھی ہے۔

بخار اور طب نبوی: بخار کی حالت میں اگر جسم شدید تپ رہا ہو تو اطباء بھی ٹھنڈی پٹیاں رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں اور جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے" الحمى من فيح جهنم، فأطفئوها بالماء"[12] بخار جہنم کی گرمی سے ہے، اسے پانی کے ذریعے ٹھنڈا کرو۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس سے مراد وہ بخار ہے جو گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے، اس بخار کے علاج میں معالجین پانی کی پٹیاں کرنے کا کہتے ہیں۔ سردی یا کسی اور وجہ سے ہونے والا بخار مراد نہیں ہے۔ اہل حجاز کو اکثر بخار چونکہ گرمی کیوجہ سے ہوتا ہے اس لیے مطلقاً پانی کے استعمال کا حکم فرمایا، دیگر جگہوں پر رہنے والے اس کے مخاطب نہیں ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "الطب النبوی" میں بھی اس بات کی صراحت کی ہے۔[13]

بعض روایات میں خصوصاً آب زمزم کے استعمال فرمایا گیا ہے لیکن دیگر روایات میں چونکہ اس کی قید نہیں ہے اس لیے یہ زمزم کی خاص خصوصیت نہیں ہوگی بلکہ تمام پانی اس میں شریک ہیں اور اس میں دونوں صورتیں شامل ہیں خواہ پانی پیا جائے یا اس کی پٹیاں کی جائیں۔

جگر کا درد اور پانی کا استعمال: اسی طرح درد جگر کی بعض صورتوں میں حضور ﷺ نے پانی کے استعمال اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ کی صورت میں پانی پینے کا مشورہ دیا ہے۔ امام بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم

میں سے کوئی پانی پیے تو چھوٹے گھونٹ پیے، اسے غٹ کر کے نہ پی جائے اس لیے کہ جگر کا درد غٹ پینے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔"[14]

"کباد" جگر کے درد کو کہتے ہیں اور اس سے بچاؤ کے لیے پانی کو چوس چوس کر چھوٹے چھوٹے گھونٹوں میں پینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اطباء کے مطابق اگر ایک دم پانی پیٹ میں اتارا جائے تو اس کا اثر جگر پر ہوتا ہے اور جگر کی حرارت کم ہونے سے جگر میں درد جیسے مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ علیہ السلام نے چھوٹے گھونٹوں میں پانی پینے فرمایا۔

آنکھ کی تکلیف اور پانی کے چھینٹے: آنکھ جو کہ پانی کے ایک بلبلے پر مشتمل ہے اور عام طور پر اس کی دعائیں بھی ڈراپس کی شکل میں ہوتی ہیں۔ آنکھ کی درد کی صورت میں طبیب الاطباء ﷺ نے پانی کے چھینٹے مارنے کا فرمایا ہے۔

حدیث کی کتابوں میں اس حوالے سے ایک واقعہ ملتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب کی آنکھ میں درد ہوئی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر تم ویسا کرتی جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا تو وہ تیرے لیے بہتر ہوتا اور زیادہ شفاء کے لائق ہوتا، تم اپنی آنکھ میں پانی کے چھینٹے مارتی اور پھر دعا پڑھتی: اے لوگوں کے خدا! تکلیف دور کر دے اور شفا دیدے کیونکہ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ شفا نہیں، ایسی شفا جس سے کوئی بیماری نہیں بچتی "[15]

آبی آلودگی، صورتیں اور نقصانات:

پیغمبر علیہ السلام کی ہدایات اور صحابہ کرام کے مزاج کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ پانی اور اس کے ماحول کی صفائی ہر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اسلامی فرائض کی ادائیگی تک پانی کی صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ منسلک ہے۔ گندے اور آلودہ پانی کا استعمال ممنوع اور گناہ ہے۔

ذیل میں ہمارے معاشرے میں موجود آلودگی کی صورتیں اور ان کے نقصانات ذکر کیے جاتے ہیں۔

(الف) نہروں اور دریاؤں کی آلودگی:

ان چیزوں کی آلودگی کے بہت سارے اسباب ہیں۔ سرفہرست نہروں کا غیر پختہ ہونا، صفائی کا منظم طریقے سے انتظام نہ ہونا ہے اور اس سے بڑھ کر کارخانوں، فیکٹریوں اور صنعتی یونٹس کے فضلات کی نہروں کی طرف نکاسی ہے۔ اسی طرح بعض مقامات پر سیم نالوں کا نہروں کے اطراف اخراج بھی اس کا باعث بنتا ہے۔

(ب) سمندروں کی آلودگی:

گرم پانی کا سمندر قدرت کی بہت بڑی نعمت ہے اور پاکستان کی ایک طویل پٹی اس نعمت سے مالا مال ہے۔ سمندری آلودگی کا

ایک سبب تو دریاؤں سے آنے والا آلودہ پانی ہے جو مختلف جگہوں سے آلودگیاں لیتا ہوا سمندر میں گرتا ہے۔ اس سب کے باوجود موجودہ سمندری آلودگی کا سب سے بڑا سبب وہ آئل ہے جو آئل ٹینکرز کے حادثوں یا لیکج کے نتیجے میں سمندر میں گرتا ہے۔ 1967ء میں برطانیہ کے ساحل کے قریب پیش آنے والے حادثے میں ایک لاکھ ٹن آئل سمندر میں بہہ گیا تھا جس سے برطانیہ اور فرانس کے لیے شدید مشکلات پیدا ہوگئی تھی۔ انٹرنیشنل ٹینکرز پولیوشن فیڈریشن کے مطابق 1970ء کی دہائی میں کم از کم سات ٹن آئل لیک ہونے کے اوسطاً سالانہ 80 واقعات ہوتے تھے اب ان میں کمی ہوکر تعداد اوسطاً چھ تک آگئی ہے۔ اس سلسلے کا ایک بدترین واقعہ 1991ء میں پیش آیا جب کویت پر حملہ کرنے والی عراقی فوج نے اسی لاکھ بیرل آئل سمندر میں بہادیا تھا، 2010ء سے 2020ء کے دوران 164000 ٹن تیل سمندر میں بہہ کر آلودگی کا سبب بنا۔ اسی طرح ایک اور سبب ہر سال سینکڑوں ٹن کی تعداد میں سمندر میں پھینکا جانے والا پلاسٹک ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق آئندہ تینتیس سالوں میں سمندر میں آبی حیات سے زیادہ ہوگی۔ سمندروں کے ساحلوں کی حالت مذکورہ بالا صورت حال سے زیادہ ابتر ہے۔ بطور نمونہ کراچی میں منوڑہ جزیرے کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

آبی آلودگی کے نقصانات:

مذکورہ بالا خطرناک کیمیکلز اور آئل وغیرہ جب پانی میں شامل ہوتے ہیں تو اس کے بہت سے نقصانات کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق سمندری پانی کا 0.04 فیصد حصہ آئل پر مشتمل ہے اور سمندری سطح کے ایک بڑے کے حصے پر آئل کی تہ موجود ہیں۔ یہ آلودگی سمندر کے بالائی حصے تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ اس کا نقصان سمندر تہہ تک اور خشکی تک بھی پہنچتا ہے۔

آبی آلودگی سے سب سے پہلے آبی حیات متاثر ہوتی ہے۔ سمندر میں پھینکا جانے والا تیل اور پلاسٹک کچرا تیزی سے سمندری حیات کے خاتمے کا باعث بن رہا ہے۔ ماہرین کے مطابق سمندروں میں پھینکا جانے والا پلاسٹک آبی جاندار خوراک سمجھ کر کھا جاتے ہیں جو ان کی موت کا باعث بنتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت چالیس فیصد سے زائد آبی جانداروں کے پیٹ میں یا ان کے اردگرد پلاسٹک پایا جاتا ہے۔ اسی طرح سمندر کی تہہ پر موجود آئل بھی آبی حیات کے خاتمے کا بڑا سبب ہے، خطرناک کیمکلز کی موجودگی کیوجہ سے بہت سے نہریں اب آبی حیات کے رہنے کے قابل نہیں رہیں۔

آبی حیات کی طرح آبی آلودگی خشکی پر رہنے والے جانوروں کو بھی نقصان دیتی ہے۔ یہ آلودہ پانی جانوروں کی صحت کو بری طرح متاثر کر رہی ہے اور بہت سی بیماریاں جانوروں میں آلودہ پانی پینے کیوجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ حالیہ سیلاب کے دنوں میں بھی ماہرین نے ایسی بیماریوں کی تشخیص کی ہے جن کا سبب آلودہ پانی بن رہا ہے۔ مویشیوں اور آبی بھینسوں میں تیزی سے پھیلنے والی بیماری

لمپی سکن ڈیزیز(Lumpy Skin Disease) جسے ایل۔ ایس۔ ڈی بھی کہا جاتا ہے اس کی بنیادی وجہ آلودہ پانی ہی ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے بخار، جلد پر پھوڑے بنتے ہیں اور بسا اوقات یہ بیماری جانوروں کی موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

انسانی زندگی بھی آبی آلودگی سے بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ پانی کے آلودہ ہونے سے انسانوں کو ہونے والے نقصانات مختلف طرح کے ہیں۔ سب سے پہلا بذات خود وہ آلودہ پانی ہے جو انسان اپنے پینے اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ آلودہ پانی پینے سے پیدا ہونے والی بیماریاں بے شمار ہیں۔ اسی طرح اس وجہ سے ہونے والی اموات بھی ایک کثیر تعداد میں ہیں۔ دوم آبی آلودگی کا اثر اس خوراک کے ذریعے بھی ہوتا ہے جو آلودہ پانی سے اگتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کیمیکل زدہ سے خوراک اُگے گی تو اس میں بھی برے اثرات پیدا ہوں گی اور اس خوراک کو کھانے والے انسان بھی اس سے متاثر ہوں گے۔ سوم اس آلودہ پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی آلودگی کا شکار ہوتی ہیں جو ان کی صحت کے ساتھ ساتھ ان کی موت کا بھی سبب بنتی ہے۔ آبی جانداروں کی کمی سے ماہی گیر بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں جن کا گزر بسر ہی مچھلیوں کا شکار کر کے ہی ہوتا ہے۔ خوراک کی شکل میں انسانوں کو نقصان پہنچانے والی مچھلیاں الگ ہیں۔ چہارم آلودہ پانی کا بڑا نقصان فضاء اور زیرِ زمین کی خرابی کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔ سمندر میں پھیلتا ہوا پلاسٹک اس وقت گلوبل وارمنگ کا بہت بڑا سبب ہے جو کہ اس وقت ماحولیات کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ اس کا معیشت پر بھی برا اثر پڑتا ہے مثلاً جن ممالک کا گزر بسر سمندری پانی پر ہوتا ہے انہیں اسے صاف کرنے کے لیے زیادہ وسائل کا خرچ کرنا پڑتا ہے جس سے معیشت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔

آبی آلودگی اور تعلیمات نبویہ:

پانی کی تعریفات اور آلودگی کو ذکر کرنے کے بعد اب ہم جناب نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں پانی اور آبی آلودگی سے متعلقہ ہدایات ذکر کر رہے ہیں۔ دین اسلام جہاں ہمیں دیگر نعمتوں کی حفاظت کا حکم دیتا ہے وہیں ماحول خصوصاً پانی کی حفاظت کا بھی تاکید کے ساتھ حکم ہے۔

قرآن اور آبی آلودگی:

قرآن کریم خدائے باری تعالیٰ کی جانب سے بھیجی گئی ایک لازوال کتاب ہدایت ہے جو زندگی کے ہر قدم میں ہماری رہنمائی کرتی ہے، اسی طرح آلودگی کے بارے میں بھی قرآن کریم میں ہمارے لیے ہدایات موجود ہیں چنانچہ ہر ایسا عمل جو کائنات کی قدرتی ترتیب کے بگاڑ کا سبب بنے اللہ تعالیٰ نے اسے فساد قرار دے کر اس سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"و لَا

تُفْسِدُواْ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا"[17]یعنی اور تم زمین کے درست ہو جانے کے بعد اس میں فساد نہ مچاؤ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاس"[18]یعنی بحر و بر میں فساد برپا ہو گیا بسبب ان کاموں کے جو لوگوں نے کیے۔ ان آیات میں اگرچہ مفسرین عام طور پر فساد سے مراد فساد معنوی یعنی معاصی کا پھیلاؤ ہی لیتے ہیں لیکن قرآن کریم کے الفاظ اس تک خاص نہیں بلکہ وہ ظاہری فساد کو بھی شامل ہیں اور ماحول کی خرابی بھی فساد میں شامل ہے۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی رحمہ اللہ اس آیت کو ذکر کرنے کے بعد آگے تحریر فرماتے ہیں:"افساد فی الارض "جیسے فساد معنوی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، ان کی حکم عدولی، نعمتوں کی ناشکری، فحاشی کے فروغ وغیرہ کو شامل ہے ایسے ہی اس میں فساد مادی عمارات کو برباد کرنا، جانداروں کو مارنا، پاک چیزوں کو گندا کرنا وغیرہ بھی شامل ہیں اور ان دونوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، یہی مضمون ابن عطیہ نے المحرر الوجیز میں تقریباً انہی الفاظ میں بیان کیا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں جہاں فساد باطنی سے بچاؤ کے لیے ہدایات موجود ہیں وہیں ہمیں فساد مادی سے بچنے کے لیے بھی ہدایات دی گئی ہیں۔ سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں آبی آلودگی کے سد باب سے متعلق نہایت اہم ہدایات ملتی ہیں۔[19]

تعلیمات نبویہ سے مستنبط پانیوں سے متعلق احکامات:

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں ہمیں پانی اور آبی ماحول سے متعلق ہدایات بھی کثیر تعداد میں ملتی ہیں۔ فقہاء کرام نے ان احادیث کی روشنی میں مختلف احکامات مستنبط کیے ہیں۔ ذیل میں چند احکامات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

(1) گندگی کے شک سے بھی پانی کی حفاظت:

شریعت مطہرہ نے پانی کو نجاست سے بچانے کا اس حد تک اہتمام کیا ہے کہ اگر کسی پانی کے نجس ہونے کا شک بھی ہو تو اس سے بھی بچا جائے۔ جہاں گندگی کو پانی میں ڈالنے سے منع کیا گیا ہے وہیں اگر کسی چیز پر گندگی کا امکان بھی ہے تو اسے بھی پانی میں ڈالنے سے منع کیا گیا اسی طرح ہر ایسا عمل جس میں پانی کے نجس ہونے کا امکان ہو وہ عمل تعلیمات نبویہ کی روشنی میں ممنوع ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:"اذا استيقظ احدكم من نومه فلا يغمس يده فى الاناء حتى يغسلها"[20] یعنی جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا دھوئے بغیر پانی میں نہ ڈالے۔

اس کی علت کیا ہے، اسی روایت کے دوسرے طرق سے ہمیں اس کی وضاحت مل جاتی ہے چنانچہ بعض روایات میں اس کے ساتھ فانه لايدرى اين باتت يده یعنی یہ حکم اس کے لیے ہے کہ جب آدمی سو رہا ہوتا ہے تو اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا ہاتھ

کہاں لگ رہا لہٰذا اس بات کا بھی امکان ہوتا ہے کہ سوتے ہوئے اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست لگ گئی ہو تو جب وہ ہاتھ پانی میں ڈالا جائے گا اس سے پانی کے ناپاک ہونے کا امکان ہو گا۔ اسی لیے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے آدمی کو چاہیے کہ اسے دھولے تاکہ نجاست کا وہم بھی ختم ہو جائے۔

(2) استعمال کے پانی کی حفاظت:

پانی طہارت حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے، طہارت کے حصول یہ لازمی ہے کہ جس پانی کو استعمال کیا جارہا وہ خود بھی پاک اور طاہر ہو۔ اگر وہ پانی ہی پاک نہ ہوا تو اس سے طہارت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ تعلیمات نبویہ میں عام استعمال کے پانی کی بھی حد درجہ حفاظت کی تلقین کی گئی ہے اور جناب نبی کریم ﷺ کے عمل سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ آپ ﷺ پانی کی حفاظت کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ آپ نے طہارت اور کھانے کے لیے دایاں جبکہ استنجا اور گندگی دور کرنے کے لیے بایاں ہاتھ مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "كانت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم اليمنى لطهوره ولطعامه، وكانت اليسرى لخلائه، وما كان من أذى"[21]۔ علماء کرام اس میں حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر انسان دایاں بایاں ہر طرح کے کاموں کے لیے استعمال کرے گا تو ایسا ہو سکتا ہے کہ ہاتھ پر کچھ گندگی لگی رہ جائے جسے یہ دھو نہ سکے اور جب وہی ہاتھ طہارت کے لیے استعمال کرے گا تو اس پانی میں بھی گندگی پھیلے گی۔ اس لیے آپ علیہ السلام کی تعلیم یہی ہے کہ آدمی ہاتھوں کا استعمال ہی الگ رکھے تاکہ حتی الامکان پانی کی حفاظت ہو سکے۔

(3) پانی کے برتنوں کی حفاظت:

پانی کی حفاظت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ان چیزوں کی بھی حفاظت کی جائے جو پانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں لہٰذا جن برتنوں میں وہ پانی رکھا جاتا ہے اور پانی کے مشکیزوں کی حفاظت کی ہدایت بھی جناب نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں ملتی ہے اور ان کی حفاظت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: " غطوا الإناء، وأوكوا السقاء، فإن في السنة ليلة ينزل فيها وباء، لا يمر بإناء لم يغط، ولا سقاء لم يوك، إلا وقع فيه من ذلك الوباء"[22] یعنی رات کو سوتے وقت برتنوں کو ڈھانپ دو، مشکیزوں کا منہ بند کر دو، اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ کہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں ایک وباء اترتی ہے اور ہر کھلے برتن اور کھلے مشکیزے میں وہ وباء داخل ہو جاتی ہے۔ اب بظاہر تو اس حدیث میں وباء سے حفاظت کے لیے برتن ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے جو کہ غیبی

اشیاء میں سے ہے اور اس سے آپ ﷺ کی کیا مراد تھی اور وہ وباء کس قسم کی تھی وہی بہتر جانتے ہیں لیکن آج کی جدید تحقیق میں اس کے علاوہ طرح طرح جراثیم کا بھی معلوم ہو چکا ہے جن سے حفاظت کے لیے برتنوں کو ڈھانپنے کا کہا جاتا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کے چودہ سو سال قبل کے فرامین کی افادیت کا آج ایسے ثابت ہونا جہاں آپ ﷺ کا معجزہ ہے وہیں یہ اسلام میں پانی کی حفاظت کی اہمیت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

(4) پانی کے برتن میں سانس لینے سے ممانعت:

جہاں ایک طرف جناب نبی کریم ﷺ نے ذاتی استعمال کے برتنوں کی حفاظت کی ہدایت کی ہے وہیں ان برتنوں کی حفاظت کی بھی خصوصی تلقین کی ہے جو مشترکہ استعمال کے ہوں۔ چنانچہ پانی کے بارے میں ایک ادب یہ سکھایا گیا ہے کہ آدمی جس برتن میں پانی رہا ہوں اس میں سانس نہ لے کیونکہ جب کوئی دوسرا اسے اس میں سانس لیتا دیکھے گا تو اسے کراہت ہو گی اور اس کے منہ سے کئی اقسام کے جراثیم گر کر پانی میں شامل ہو جائیں گے جو کہ صحت کے لیے نقصان دہ ہو گا۔ حدیث مبارکہ میں مشترکہ برتن کی قید نہیں لگائی گئی اس لیے یہ ممانعت اس صورت میں بھی ہو گی جب آدمی نے اکیلے اس برتن میں پانی پینا ہو کیونکہ جراثیم گرنے کا امکان اس صورت میں بھی ہو گا اور دیکھنے میں بھی برا لگتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إذا شرب أحدكم، فلا يتنفس في الإناء"[23] یعنی جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو اس میں سانس نہ لے۔ اب اگر کسی کو سانس لینے کی شدید ضرورت پڑ گئی ہے تو اس کے لیے ہدایت یہ ہے کہ سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے الگ کر لے چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ اگر سانس لینا ہی ہو تو برتن کو منہ سے الگ کر لے تاکہ پانی کی حفاظت ہو سکے اور خود نبی کریم ﷺ کا عمل بھی سنن ابن ماجہ میں یہی منقول ہے کہ آپ کھانے پر پھونک نہیں مارتے تھے نہ ہی پانی میں سانس لیتے تھے۔

(5) مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت:

جناب نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں ہمیں یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ پانی جس برتن میں جمع کر کے رکھا جاتا ہے اس سے براہ راست منہ لگا کر پانی نہیں پینا چاہیے بلکہ کسی چھوٹے برتن میں نکال کر اس میں پینا چاہیے۔ اس حکم کی محدثین نے مختلف حکمتیں بیان کی ہیں۔ سب سے پہلی بات یہی ہے کہ اس صورت میں پانی کے خراب ہونے کا خدشہ ہے، منہ سے جراثیم اس سارے پانی میں شامل ہو جائیں گے جو کہ صحت کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اس ممانعت کی ایک یہ وجہ بھی ہے کہ ایسے برتن سے پانی پینے والے مختلف افراد ہوتے ہیں اس لیے جب ایک آدمی اس سے منہ لگا کر پیے گا تو دوسروں کو اس سے کراہت ہو گی۔ محدثین نے

تیسری وجہ یہ بھی بیان کی ہے اس دور میں پانی رکھنے کے لیے مشکیزے استعمال ہوتے تھے جو چمڑے سے بنتے تھے اور جب ان سے پانی پیا جاتا تھا تو اس کا منہ موڑا جاتا تھا جس سے مشکیزے کو نقصان ہوتا تھا تو مشکیزے کی حفاظت کے لیے بھی اس سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا گیا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یشرب من فی السقاء"[24] یعنی نبی کریم ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے پینے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کے شان ورود میں یہ قصہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے ایسے ہی مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پیا تو پانی میں سے ایک چھوٹا سا سانپ اس کے پیٹ میں چلا گیا اور چونکہ مشکیزے کے باہر سے اندر موجود کسی چیز کا علم نہیں ہوتا اس لیے آپ ﷺ نے یہ ہدایت دی کہ جب کسی نے پانی پینا ہو تو بجائے ایسے منہ لگا کر پانی پینے کے اسے باہر کسی برتن میں نکال کر پیے۔ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس ہدایت میں پانی کی حفاظت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے مزاج کی بھی رعایت کی گئی ہے اور ان کی صحت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

(6) زوجین کے مزاج کی رعایت:

شریعت مطہرہ میں جہاں ذاتی اور مشترکہ استعمال کے پانی کی حفاظت کا حکم اور اس میں دوسروں کے مزاج کی رعایت رکھی گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ زوجین کے مزاج کی بھی رعایت رکھی گئی ہے اور پانی کے استعمال میں بھی اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ کسی کی کوتاہی کیوجہ سے ان کے درمیان نفرت نہ پیدا ہو جائے چنانچہ عورتوں کی طہارت میں ان سے بسا اوقات کوتاہی ہو جاتی ہے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ آدمی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرے کہ اس سے ان کے درمیان محبت ختم ہونے کا خدشہ ہے چنانچہ مسند احمد کی روایت ہے:أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى أن يتوضأ الرجل من فضل طهور المرأة[25] یعنی آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ بعض حضرات نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ عورت کا بچا ہوا پانی ناپاک ہوتا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ یہ حکم بھی پانی کی حفاظت کی بناء پر دیا گیا ہے تاکہ پانی میں ایسے عمل سے حفاظت ہو سکے جو دوسرے کے لیے تکلیف کا باعث بنے۔

(7) پانی ضائع کرنے سے ممانعت:

پانی کی آلودگی کی ایک بڑی وجہ پانی کا فضول استعمال ہے کہ جب ہم صاف پانی ضائع کرتے ہیں تو صاف پانی کی کمی کیوجہ سے بعض لوگوں کو آلودہ پانی استعمال کرنا پڑتا ہے، اگر ہم پانی کا استعمال ہی ضرورت کے بقدر کریں گے تو ایسی نوبت بھی پیش نہیں آئے گی۔ سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات طیبہ میں جہاں عام چیزوں کے اسراف سے منع فرمایا گیا وہیں پانی کا ضرورت سے زیادہ استعمال بھی

اسراف اور فضول خرچی میں شمار کر کے اس سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے کا ایک قصہ ہمیں احادیث کی کتب میں ملتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے آپ ﷺ نے انہیں زیادہ پانی استعمال کرتے ہوئے فرمایا: "ما هذا السرف يا سعد؟" "اے سعد! یہ کیا فضول خرچی ہے؟" انہوں نے عرض کیا: "افي الوضوء سرف؟" "کیا وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے؟" آپ ﷺ نے تاکید کے طور پر صرف اثبات یا نفی میں جواب نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ اگرچہ تم کسی نہر کنارے بھی وضو کر رہے ہو تو وہاں بھی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا فضول خرچی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "نعم! وان كنت على نهر جار"[26] "ہاں (وضو میں بھی فضول خرچی ہے) اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے ہو"۔ خود آپ علیہ السلام کا عمل بھی پانی کے استعمال میں نہایت کفایت شعاری والا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ایک مد سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔ مروجہ پیمانوں کے اعتبار سے مد ایک لیٹر سے کچھ کم اور صاع تین لیٹر سے کچھ زیادہ ہے۔ مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو اور غسل جیسے نیک کام میں بھی پانی کا ضیاع جائز نہیں ہے تو عام استعمال میں پانی ضائع کرنا کیسے درست ہو گا جبکہ دوسری جانب ہم دیکھتے ہیں کہ لاکھوں لوگ پینے کے لیے بھی صاف پانی سے محروم ہیں۔

(8) پانی کی جگہوں کی حفاظت:

پانی کی جگہیں یعنی جہاں عموماً لوگ آکر پانی استعمال کرتے ہوں یا وہاں سے بھر کر استعمال کے لیے جاتے ہوں ایسی جگہوں کو صاف ستھرا رکھنا بھی پانی کی حفاظت میں شامل ہے کیونکہ اگر پانی صاف ہے لیکن جس جگہ سے وہ بھرا جا رہا وہ صاف نہیں ہے تو وہ لازماً پانی کو بھی آلودہ کرے گی۔ تعلیمات رسول اکرم ﷺ میں ہمیں ایسی جگہوں کی حفاظت کا حکم نہایت تاکید اور سختی کے ساتھ ملتا ہے اور ایسی جگہوں کو گندہ کرنے والے کے لیے لعنت کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "اتقوا الملاعن الثلاث: البزار في الموارد وقارعة الطريق والظل"[27] یعنی تین لعنت کا سبب بننے والے کاموں سے بچو وہ تین کام پانی کے گھاٹ، عام راستے اور سائے میں پاخانہ کرنا ہیں۔ اس روایت میں پانی کے گھاٹ کا لفظ ہے اس سے مراد نہر یا تالاب وغیرہ کا کنارہ ہے جہاں لوگ آکر پانی استعمال کرتے ہوں۔ اب کئی لوگ وہاں سے پانی لے جا کر حاجت کے لیے استعمال کرنے کے بجائے وہیں قضائے حاجت شروع کر دیتے تھے تاکہ پانی نہ لیجانا پڑے۔ ظاہر ہے کہ یہ عمل پانی کی آلودگی کے علاوہ

آنے والے لوگوں کے لیے بھی اذیت کا باعث بنتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا اور اس ممانعت کو مؤکد کرنے کے لیے اسے لعنت والا عمل قرار دیا۔

(9) پانی کے ذخائر کی حفاظت:

پانی کے ذاتی برتنوں، اجتماعی مشکیزوں اور پانی کی جگہوں کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ نے قدرتی طور پر موجود پانی کے جو ذخائر ہیں ان کی حفاظت کا بھی حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "لایبولن احدکم فی الماء الدائم "[28] یعنی تم میں سے کوئی ہرگز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ الماء الدائم کی وضاحت فقہاء کرام ایسے پانی سے کرتے ہیں جو جاری نہ ہو اس کی تائید صحیح مسلم کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں الذی لا یجری کا اضافہ ہے۔ بعض روایات میں ان کے بعد ثم یغتسل منہ کے الفاظ بھی ہیں یعنی اگر کسی نے ایسے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرلیا تو اب اس سے غسل کرنا یا اس سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لیے فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ ایسا پانی جو جاری نہ ہو اس میں اگر نجاست گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا اور اس سے طہارت حاصل کرنا جائز نہ ہو گا جبکہ اس کے برخلاف جاری پانی میں نجاست گرنے کے باوجود وہ تب تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے ایک وصف نہ بدل جائے اگرچہ نجاست گرانے کی ممانعت جاری پانی میں بھی ہے۔

مذکورہ بالا روایت میں بول کا ذکر ہے لیکن اس حکم میں اس کی ہی تخصیص نہیں ہے بلکہ اس میں ہر ایسی چیز شامل ہے جو پانی کو گندا کرنے کا سبب بنے یا اس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علماء کرام کا یہ کہنا ہے کہ جس طرح پانی میں پیشاب کرنا منع ہے ایسے ہی پاخانہ کرنے سے بھی ممانعت ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ پاخانہ کرنا پیشاب سے بھی زیادہ قبیح ہے۔[29] اگرچہ حدیث میں پاخانہ کا ذکر نہیں ہے لیکن اسے مذکور چیز سے زیادہ قبیح دینے کی علت یہ ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ پانی کی گندگی اور لوگوں کی تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا جو بھی چیز پانی کی آلودگی یا لوگوں کی تکلیف کا باعث بنے گی وہ ممنوع ہوگی اور جس درجے میں سبب بنے گی ممانعت بھی اسی درجے کی ہوگی۔ ہمارے زمانے میں پانی میں گندگی صرف ان ہی چیزوں سے نہیں پھیلتی بلکہ اس کے علاوہ طرح طرح کے کیمیکلز جو بغیر پرواہ کے پانی میں ڈال دیے جاتے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اور پانی کی آلودگی کے ساتھ ساتھ آبی جانداروں کی زندگی کے لیے بھی خطرے کا باعث بنتے ہیں بلکہ انسانی زندگی کے لیے بھی ہلاکت کا باعث بن سکتے ہیں۔

(10) پانی سب کے درمیان مشترک ہے:

انسان کی فطرت ہے کہ اسے جس چیز کی ملکیت دے دی جائے وہ اس میں ہر طرح کے تصرف کو اپنا حق سمجھتا ہے لیکن ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ پانی کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ تمام انسانوں کے درمیان ہے مشترک ہے لہذا کسی کے لیے اس میں ایسا کام کرنا درست نہیں ہے جو دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہو، پانی میں انسان کے تصرفات کی وہی حد ہے جو مشترکہ چیز میں ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:"المسلمون شرکاء فی ثلاث الماء والکلاء والنار"[30]یعنی مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی گھاس اور آگ۔

علامہ سرخسی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک روایت میں المسلمون کے بجائے الناس کا لفظ ہے جو کہ اس روایت سے زیادہ عام ہے کیونکہ اس میں مسلم وغیر مسلم کے فرق بغیر سب کو شریک قرار دیا گیا ہے اور یہی صحیح نقطۂ نظر ہے۔ پانی میں شرکت کا مطلب وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ بڑی وادیوں اور دریاؤں دجلہ، فرات وغیرہ سے ہر مسلمان وغیر مسلمان ایسے ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جیسے دھوپ اور ہوا سے اٹھا سکتا ہے اور اسے روکنے کی کسی کو اجازت نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سفر کے دوران ہر شخص کو راستوں کے استعمال کی اجازت ہوتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں سب کو شریک قرار دینے کا معنیٰ یہی ہے کہ سب کو ان چیزوں کے استعمال کی اجازت ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ چیزیں سب کی مملوکہ ہیں لہذا پانی سے بھی سب کو فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے، یہ وادیاں کسی کی ملک نہیں ہیں۔[31] دیگر فقہاء کے ہاں بھی اس حدیث کی یہی تشریح ملتی ہے۔

پانیوں کے باب میں غفلت اور پاکستان کے معروضی حالات: ایک طائرانہ نظر

ارض پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے جن نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے ان میں پانی کے وسائل سرفہرست ہیں۔ ایک جانب ہمارے گلیشیئرز ہیں تو دوسری جانب گرم پانی کا سمندر جبکہ اس کے درمیان دریا جو ملک کے اکثر حصوں تک پانی پہنچاتے ہیں۔ پاکستان کے نہری نظام کو دنیا کا بہترین نظام قرار دیا جاتا ہے اور زیر زمین پانی کی بلند سطح اکثر علاقوں میں ضروریات پورا کرنے کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب قدرت کا ہمیں دیا گیا تحفہ ہے لیکن ہم اپنی مسلسل غفلت میں نہ صرف یہ کہ مستقبل کے کوئی انتظام نہیں کر رہے بلکہ پہلے موجود وسائل کو بھی تباہ کر رہے ہیں۔ قدرتی طور جولائی، اگست اور ستمبر کے مہینوں میں گلیشیئرز کے پگھلنے اور بارشوں کے آنے کیوجہ سے ضرورت سے زیادہ پانی آتا ہے۔ بنیادی طور پر اس پانی کو ڈیمز میں محفوظ کرنا چاہیے تاکہ آئندہ سال کے حصے میں جب پانی کی کمی ہو تو اسے استعمال کیا جا سکے لیکن پانی کی حفاظت کا مناسب انتظام نہ ہونے کے باعث وہ پانی ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ

ہمارے لیے تباہی کا سبب بھی بنتا ہے اور ہر سال کئی علاقے اس وجہ سے زیر آب آجاتے ہیں خصوصاً حالیہ دنوں میں آنے والا سیلاب اس مسئلے کو سمجھنے میں ہماری مدد کر سکتا ہے جبکہ دوسری طرف صورتحال یہ تھی کہ اس سال جون میں پاکستان خشک سالی کا شکار تھا اور پاکستان میں پانی کا سب سے بڑا ذخیرہ تربیلا ڈیم اپنی کم ترین سطح پر آ گیا تھا۔ اس کی ایک بڑی وجہ پانی ذخیرہ کرنے کے لیے ڈیمز کا مناسب تعداد میں نہ ہونا ہے۔ 2019ء کے اعداد و شمار کے مطابق انڈیا میں موجود ڈیمز کی تعداد 5200 سے زائد تھی، چائنہ میں موجود ڈیمز 22000 سے زائد ہیں جبکہ پاکستان کے ڈیمز کی تعداد 150 کے قریب ہے جن میں سے اکثر ڈیمز 1965ء سے 1975ء کے درمیان تعمیر کیے گئے تھے۔ اب صرف پانی کے ذخیرے کا مناسب بندوبست نہ ہونے کے باعث ہم اس دوہری اذیت میں مبتلا ہیں، سال کا ایک حصہ سیلاب میں اور بقیہ خشک سالی میں گزر جاتا ہے۔

پانی کی کمی کی ایک بڑی وجہ پانی کی آلودگی بھی ہے۔ ہمارے پاس جو پانی موجود ہے ہم اسے آلودہ کر کے ناقابل استعمال بنا چکے ہیں۔ گزشتہ سال پاکستان کے پارلیمان کے ایوان بالا میں پیش کی گئی ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق ملک کے 60 فیصد سے زائد پینے کے پانی کے وسائل کو آلودگی اور مختلف کثافتوں کا حامل ہونے کیوجہ سے صحت عامہ کے لیے مضر قرار دیا گیا تھا۔ رپورٹ کے مطابق سندھ کے شہر بے نظیر آباد اور میرپور خاص کا پانی سو فیصد غیر محفوظ ہے جبکہ ملتان کا 94 فیصد، کراچی کا 93، بدین کا 92، سرگودھا کا 83، حیدرآباد کا 80 فیصد، بہاولپور کا 76 فیصد، مظفر آباد کا 70 فیصد اور سکھر کا 67 فیصد پانی پینے کے لیے غیر محفوظ ہے۔ اس سے پہلے 2015ء کی پاکستان کونسل برائے تحقیقات آبی وسائل کی رپورٹ کے مطابق غیر محفوظ پانی کا تناسب 31 فیصد تھا یعنی صرف چھ سالوں میں یہ تناسب دوگنا ہو چکا ہے۔ یہ آلودہ پانی بچوں اور حاملہ خواتین کے لیے نہایت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور یہی پانی بچوں کی نشو نما کو بھی متاثر کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بیماریاں مختلف صورتوں میں جان لیوا بھی ہو سکتی ہیں۔ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کی بات کریں تو وہ سمندر کنارے واقع ہے لیکن پینے کا پانی تو کجا طہارت کے لیے پانی دستیاب نہیں ہے۔ ندی نالوں کے حالات نہایت خراب ہیں جس کی وجہ سے تھوڑی سی بارش بھی شہر کو جزیرہ بنا دیتی ہے۔ پچھلے دنوں ایک ہولناک واقعہ پورے ملک میں مشہور ہوا جس میں ایک پوری فیملی کھلے ہوئے گٹر کی نذر ہو گئی اور کئی دن کی کوششوں کے باوجود بچے کی لاش تک نہ نکالی جا سکی۔ دریاؤں پر تعمیرات کر کے ان کا رخ بدلنا بھی اسی آلودگی کی ہی ایک صورت ہے اور حالیہ سیلاب میں یہ افعال سب سے بڑی وجہ بن کر سامنے آئے ہیں۔ دریائے سوات ہو یا دریائے کابل سب پر غیر قانونی تعمیرات کیوجہ سے پانی بپھر کر علاقے میں پھیلا اور ان عمارات کے ساتھ ساتھ دیگر آبادی کو بہا لے گیا۔

نتائج تحقیق:

ہماری اس تحقیق کے نتائج مندرجہ ذیل نکلتے ہیں۔

- پانی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔
- جدید دور میں ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ آلودگی کے اسباب میں بھی اضافہ ہوا ہے۔
- نبی کریم ﷺ کی کامل پیروی کر کے ہم آبی آلودگی کا سدباب کر سکتے ہیں۔
- پانی کے ذخائر اور پانی کی جگہوں پر ایسا کام کرنے کی اجازت نہیں ہے جس سے وہ آلودہ ہوں۔
- پانی کا ضرورت سے زیادہ استعمال گناہ ہے اور وضو جیسے کام میں بھی اس سے منع کیا گیا ہے۔
- اگر کسی کام سے پانی آلودہ ہونے کا گمان بھی ہو تو اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔
- پانی کے لیے استعمال ہونے والے برتنوں کی حفاظت بھی پانی کی طرح ہی ضروری ہے۔
- پانی میں ایسا کام کرنے کی اجازت نہیں ہے جس سے وہ دوسروں کے لیے قابل استعمال نہ رہے۔

سفارشات:

اس تحقیق کی روشنی میں ہم مندرجہ ذیل سفارشات کرتے ہیں۔

- فیکٹریوں اور کارخانوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ کیمیکل زدہ پانی بغیر صفائی کے نہروں میں نہ ڈالیں۔
- کھادوں اور کیڑے مار دوائیوں کو پانی میں ڈالنے پر بھی پابندی عائد کی جائے۔
- آئل ٹینکرز کی بھرپور حفاظت کا اہتمام ہو تا کہ آئل کا یوں بڑی مقدار میں آبی آلودگی کا سبب بننا ختم ہو سکے۔
- پلاسٹک شاپرز کے استعمال پر پابندی کو لازم کیا جائے اور سمندر سے کچرا اکٹھے کرنے کا بھی بڑے پیمانے پر اہتمام ہو۔
- سمندر کنارے کارخانوں کے بنانے پر پابندی عائد کی جائے تا کہ ان کے فضلہ جات سمندر کو آلودہ نہ کریں۔
- پانی کے ذخائر اور پانی کی جگہوں کی حفاظت اور صفائی کا خصوصی اہتمام ہو۔
- پانی میں کوئی بھی ایسا کام کرنے پر پابندی عائد کی جائے جس سے دوسرے پانی سے محروم ہوں۔
- مجموعی استعمال کے پانی کے ساتھ انفرادی استعمال کے پانی کی حفاظت کی جائے تا کہ صحت کا تحفظ ہو سکے۔
- سیرت طیبہ پانی کی حفاظت کے جو رہنماء اصول موجود ہیں ان کی اشاعت کے لیے بڑے پیمانے پر دعوتی مہم شروع کی جائے تا کہ عوام الناس میں شعور پیدا ہو۔

- آبی آلودگی کے تدارک کے لیے خصوصی قوانین بنائے جائیں اور آلودگی پھیلانے والوں کے لیے مناسب سزائیں مقرر کی جائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

(1) سورۃ المائدۃ:29

Surah Al-Maida: 29

(2) رازی،ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریاء،معجم مقاییس اللغۃ،ج:1،ص:312،بیروت،دارالفکر

Razi, Abu Hussain Ahmad bin Faris bin Zakariya, Mujam Muqays al-Lugha, vol.1, p.312, Beirut, Dar al-Fikr.

(3) مصلح بن عبدالحي النجار،دراسات وبحوث فی الثقافۃ الاسلامیۃ،ص:297،ریاض، مکتبۃ الرشد،1327ھ

Musleh bin Abd al-Hay al-Najjar, Studies and Researches in Al-Thaqaf al-Islamiyyah, page 297,Maktabt-ul-rushd

(4) دکتورعبدالقادر، البیئۃ والحفاظ علیها من منظور اسلامی،ص:5،دولۃ الامارۃ المتحدۃ العربیۃ,

(4) Dr. Abdul Qadir, Al-Bayyah and the preservation of it from Manzoor Islami, p.5, United Arab Emirates,

(5) ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب ،ج:2،ص:185،بروت،دارصادر،1414 ھ

Ibn Manzoor, Muhammad bin Makram bin Ali, lisan-ul-Arab, vol.2, p.185, Barut, Dar Sadir, 1414 AH.

(6) احمد عبدالکریم سلامہ،قانون حمایۃ البیئۃ الاسلامی،ص:28،دارابن حزم،بیروت

Ahmed Abd al-Karim Salama, Law of Hamayat al-Bayyat al-Islami, p. 28, Dar Ibn Hazm, Beirut.

(7) ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی،لسان العرب ،ج:14،ص154،بروت،دارصادر،1414 ھ

Ibn Manzoor, Muhammad bin Makram bin Ali, Lisan-ul-Arab, Vol. 14, p. 154, Barut, Dar Sadir, 1414 AH.

(8) شامی، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین،رد المحتار علی در المختار،ج:1،ص:179،بیروت،دارالفکر،1386 ھ

Shami, Muhammad Amin bin Umar bin Abdul Aziz Abidin, Rid al-Muhthar Ala-Dur al-Mukhtar, Volume: 1, page: 179, Beirut, Dar al-Fikr, 1386 AH.

(9) سورۃ الانبیاء:30

Surah Al-Anbiya: 30

(10) سورۃ المؤمنون:18

Surah Al-Mu'minun: 18

(11) سورۃ الملک:30

Surah Mulk: 30

(12) بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم:5723، مصر، السلطانیہ، 1311ھ

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami al-Sahih, Number: 5723, Egypt, Al-Sultaniyah, 1311 AH

(13) ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الطب النبوی، ص:82، بیروت، دار الہلال

Ibn Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Al-Tib al-Nabawi, p. 82, Beirut, Dar al-Hilal.

(14) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، رقم:15050، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1424 ھ

Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Hussain, Sunan al-Kubra, number: 15050, Beirut, Dar al-Kitab al-Ulamiyyah, 1424 AH.

(15) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، رقم:14659، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1424 ھ

Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Husain, Sunan al-Kubra, number: 14659, Beirut, Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1424 AH.

(16) احمد بن حنبل، المسند، رقم:14849، بیروت، الرسالہ، 1421 ھ

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 14849, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(17) سورۃ الاعراف:56

Surah Al-A'raf: 56

(18) سورۃ الروم:41

Surat al-Rum: 41

(19) قرضاوی، یوسف عبد اللہ، رعایۃ البیئۃ فی شریعۃ الاسلام، ص:220، قاہرہ، دار الشروق، 1421ھ

(19) Qaradawi, Yusuf Abdullah, Rua'i al-Bayyah fi Shariah al-Islam, p.: 220, Cairo, Dar al-Shuruq, 1421 AH

(20) نیشاپوری، مسلم بن حجاج، الصحیح: رقم:278، بیروت، دار احیاء التراث العلمی، 1374 ھ

Neshapuri, Muslim bin Hajjaj, Sahih: Number: 278, Beirut, Dar Ihya Al-Turath Al-Almi, 1374 AH.

(21) احمد بن حنبل، المسند، رقم:26282، بیروت، الرسالہ، 1421 ھ

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 26282, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(22) احمد بن حنبل،المسند،رقم:14828،بیروت،الرسالۃ،1421 ھ

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 14828, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(23) احمد بن حنبل،المسند،رقم:22653،بیروت،الرسالۃ،1421 ھ

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 22653, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(24) احمد بن حنبل،المسند،رقم:71053،بیروت،الرسالۃ،1421 ھ

(22) Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 71053, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(25) احمد بن حنبل،المسند،رقم:20655،بیروت،الرسالۃ،1421 ھ

(22) Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 20655, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(26) احمد بن حنبل،المسند،رقم:7065،بیروت،الرسالۃ،1421 ھ

(22) Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 7065, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(27) سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، السنن، رقم:26،دار الکتب العلمیہ، بیروت

Sajistani, Sulaiman bin Ash'ath, Abu Dawud, Al-Sunan, number: 26, Dar al-Kitab al-Ulamiya, Beirut.

(28) احمد بن حنبل،المسند،رقم:7603،بیروت،الرسالۃ،1421 ھ

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 7603, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(29) نووی، محی الدین یحیٰی بن شرف، المنہاج، ج:3،ص:188،بیروت، دار احیاء التراث العلمی،1392 ھ

Nawi, Muhyiddin Yahya bin Sharaf, Al-Manhaj, Vol.: 3, p.188,Beirut, Dar Ihya Al-Turath Al-Almi, 1392 AH

(30) احمد بن حنبل،المسند،رقم:22008،بیروت،الرسالۃ،1421 ھ

Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad, Number: 22008, Beirut, Al-Rasalat, 1421 AH.

(31) سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط،ج:23،ص:143،دار المعرفہ، بیروت،1414 ھ

Sarkhsi, Muhammad bin Ahmad, Al-Mabusut, vol.: 23, p.: 143, Dar al-Marifa, Beirut, 1414 AH.